ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

ثالثی مقرر کرنے کے اصول وضوابط اور عصر حاضر میں اس کی ضرورت واہمیت: اسلامی نقطہ نظر

Principles of Arbitration and its significance in Contemporary Era: An Islamic Perspective

☆ڈاکٹر فرحت علوی

چیئرپرسن، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف سرگودھا، پنجاب، پاکستان

☆☆محمد قیصر ذکی

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف سرگودھا، پنجاب، پاکستان

☆☆☆حافظ حسین احمد

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف سرگودھا، پنجاب، پاکستان

Abstract

Every humain being is an embodiment of social relationships. An individual participates in society and makes his contribution to the social life as a whole. It is the nature of man that he should support each other in his woldly affairs in the society in which he lives. Sometimes differences of opinions and disagreement occur with each other. For resolving these issues, the Sharia of Islam suggests that people should take their cases to an authoritative person who can remove these differences between them, they should present their defendant to someone so that there is no turn of fighting. It can also be a judge or an influential person of the area who can give the rights of the oppressed while performing the duties of arbitration. The one who fulfills this duty of mediation or arbitration is called Tahkeem in Arabic. Shariat Islam has laid down some rules and regulation while establishing Tahkeem so that someone can be made an arbitrator in the light of these rules.By reading this articale, it wiil be known that what is the meaning of tahkemm, its order, and what is the status of this legitimacy.

Keywords: Tahkeem, Relationship, Society, Sharia of Islam, People

تعارف

انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ مل جل کر رہے اور اپنے معاملات میں ایک دوسرے کا ساتھ بھی دے۔ جس معاشرہ میں وہ رہتا ہے اس میں بعض اوقات ایک دوسرے سے اختلافات بھی رونما ہو جاتے ہیں۔ ان اختلافات کے حل کے لئے شریعت اسلام نے انسان کو یہ سمجھ دی ہے کہ آپس کے ان اختلافات کو دور کرنے کے لئے کسی کے پاس اپنے مدعا کو پیش کرے تا کہ لڑائی جھگڑے کی نوبت نہ آئے۔ یہ قاضی بھی ہو سکتا ہے اور علاقہ کا کوئی بااثر انسان بھی جو ثالثی کے فرائض ادا کرتے ہوئے مظلوم کو حق لے کر دے۔ اس ثالثی کے فریضے کو ادا کرنے والے کو عربی میں تحکیم کہتے ہیں۔ تحکیم مقرر کرتے ہوئے شریعت اسلامیہ نے چند اصول وضوابط بیان کئے ہیں تا کہ ان اصول کی روشنی میں کسی کو بھی ثالثی بنایا جاسکتا ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر یہ معلوم ہو گا کہ تحکیم کے معنی، اس کا حکم اور اس کی مشروعیت کی کیا حیثیت ہے۔ مزید یہ کہ اس کی کون کون سی شرائط اور اس کا دائرہ کار کیا ہے۔ ان تمام ابحاث کو بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

تحکیم کی لغوی واصطلاحی تعریف

ابن عابدینؒ لغوی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" وَيُقَالُ أَيْضًا حَكَّمْته فِي مَالِي إذَا جَعَلْت إلَيْهِ الْحُكْمَ فِيهِ فَاحْتَكَمَ عَلَيَّ فِي ذَلِكَ وَاحْتَكَمُوا إلَى الْحَاكِمِ وَتَحَاكَمُوا "[1]

(کہا جاتا ہے کہ میں نے اسے اپنے مال میں ثالثی مقرر کیا ہے، جب آپ کسی کو اپنا معاملہ سونپ دیتے ہیں تاکہ وہ اس میں فیصلہ کرے۔)

احناف کے نزدیک اصطلاحی تعریف:

" فَهُوَ تَوْلِيَةُ الْخَصْمَيْنِ حَاكِمًا يَحْكُمُ بَيْنَهُمَا."[2]

(دو جھگڑا کرنے والوں کا اپنا معاملہ فیصلہ کرنے والے کے سپرد کرنا تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کردے)

مالکیوں کے ہاں اس کی تعریف یوں ہے:

" فِي التَّحْكِيمِ وَمَعْنَاهُ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ إذَا حَكَّمَا بَيْنَهُمَا رَجُلًا وَارْتَضَيَاهُ؛ لِأَنْ يَحْكُمَ بَيْنَهُمَا "[3]

(تحکیم کا معنی یہ ہے کہ دو جھگڑا کرنے والوں کے درمیان کوئی آدمی فیصلہ کرنے کے لئے مختص ہو تو دونوں اس پر خوش بھی ہوں۔)

شافعیہ کے نزدیک تعریف:

" تحكيم الخصمين رجل من الرعية ليقضى بينهما "[4]

(دو جھگڑا کرنے والوں کے درمیان ایسا آدمی فیصلہ کر سکتا ہے جو حکومت کا مقرر کردہ ہو)

آپ مختلف فقہاء کرام کی تعریفات سے آگاہی حاصل کر چکیں ہیں جو تھوڑے سے فرق کے ساتھ سبھی اس کے جواز کے قائل ہیں۔ اس کی مزید تفصیل آگے چل کر شرائط میں بیان کی جائے گی جس سے ہر قسم کا ابہام دور ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ

تحکیم کی مشروعیت

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے درمیان نزاع کی صورت میں ہماری رہنمائی کی ہے:

" وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا "[5]

---

[1] ابن عابدین، محمد امین، رد المختار على الدرالمختار (بیروت: دارالفکر للطباعۃ والنشر، طبعہ س ن) 428/5
Ibn Abdin, Muhammad Amin, Rad Al Mukhtar Ali Al darar Al Mukhtar (Beirot: Dar Al Fekar Li Ataba wa Nasher) p. 428/5

[2] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، البحر الرائق شرح كنز الدقائق (دارالکتب الاسلامی، طبعہ ثانیہ س ن) 24/7۔
Ibn Nujaim, Zain u Din bin Ibrahim, Al Bahar Al Raiq Sharh Kanze Al Daqaiq (Dar Al Kutab Al Islami) 24/7.

[3] ابن فرحون، ابراہیم بن علی، تبصرة الحكام فى اصول الاقضية ومناهج الاحكام (مکتبۃ الکلیات الازہریہ، طبعہ اولی 1986م) 62/1
Ibn Farehon, Ibrahim bin Ali, Tabsrah Al Hukam fe Usol Al Aqzia wa Manahij Al Ahkam (Maktaba Al Kullia Al Azharia 1986) 62/1.

[4] الماوردی، علی بن محمد، ادب القاضى (بغداد: مطبعۃ الارشاد، طبعہ ۱۹۷۱م) 379/2
Al Mawardi, Ali bin Muhammad, Adab Al Qazi (Bagdad: Matba Al Arshad 1971)379/2

[5] النساء: 35
Al Nesa:35

(اور اگر تمہیں کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا خطرہ ہو تو ایک منصف شخص کو مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف شخص کو عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں میں موافقت کر دے گا، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔)

" فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا "[6]

(سو تیرے رب کی قسم ہے یہ کبھی مومن نہیں ہوں گے جب تک کہ اپنے اختلافات میں تجھے منصف نہ مان لیں پھر تیرے فیصلہ پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں اور خوشی سے قبول کریں۔)

امام جریر طبریؒ (حتی یحکموک) کا معنی بیان کرتے ہیں:

" حتی یجعلوك حکمًا بینهم فیما اختلط بینهم من أمورهم "[7]

(یہاں تک کہ وہ آپس کے جھگڑوں میں آپ کو حکم مان لیں)

اللہ تعالی کا فرمان ہے:

" إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ وَلَا تَكُنْ لِلْخَائِنِينَ خَصِيمًا "[8]

(بے شک ہم نے تیری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی، تاکہ تو لوگوں کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کرے جو اللہ نے تجھے دکھایا ہے اور تو خیانت کرنے والوں کی خاطر جھگڑنے والا نہ بن)

ارشاد باری تعالی ہے:

" وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُعْرِضُونَ "[9]

(اور جب وہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں، تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو اچانک ان میں سے کچھ لوگ منہ موڑنے والے ہوتے ہیں۔)

عہد نبوی ﷺ سے تحکیم کی چند مثالیں:

درج ذیل واقعات سے اندازہ ہو گا کہ نبی مکرم ﷺ نے معاملات کے اندر اختلاف کی صورت میں دوسرے کو فیصل بنانے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے۔

" شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ هَانِئٍ أَنَّهُ لَمَّا وَفَدَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ قَوْمِهِ سَمِعَهُمْ يَكْنُونَهُ بِأَبِي الْحَكَمِ، فَدَعَاهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: «إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَكَمُ، وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ،

---

[6] النساء:65

Al Nesa:65

[7] الطبری، محمد بن جریر، جامع البیان فی تاویل القرآن (موسسۃ الرسالۃ، طبع اولی ۲۰۰۰م) 518/8

Al Tabri, Muhammad bin , Jame Al Beyan fe Tawel Al Quran(Moasas Al Resala 2000)518/8

[8] النساء:105

Al Nesa:105

[9] النور:48

Al Noor:48

فَلِمَ تُكْنَى أَبَا الْحَكَمِ؟» فَقَالَ: إِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَتَوْنِي، فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ فَرَضِيَ كِلَا الْفَرِيقَيْنِ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَا أَحْسَنَ هَذَا، فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟» قَالَ: لِي شُرَيْحٌ، وَمُسْلِمٌ، وَعَبْدُ اللَّهِ، قَالَ: «فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟» قُلْتُ: شُرَيْحٌ، قَالَ: «فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ "[10]

(جب شریح کے والد اپنی قوم کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے سنا کہ یہ لوگ شریح کے والد کو ابو الحکم کہ رہے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایااللہ تعالی حکم ہے،لوگ تمہیں ابوالحکم کیوں کہتے ہیں۔کہنے لگے کہ لوگ اپنے فیصلہ جات میرے پاس لے کرآتے ہیں اور میں ان کے درمیان فیصلہ کرتاہوں جسے یہ تسلیم کر لیتے ہیں۔اس لئے لوگ مجھے ابوالحکم کے نام سے پکارتے ہیں۔آپ ﷺ نے پوچھا تمہارے بڑے بیٹے کا نام کیا ہے۔میں نے کہا شریح تو آپ ﷺ نے فرمایاآج کے بعد تم ابوشریح ہو۔)

فتح خیبر کے موقعہ پر ثالثی کا مقرر ہونا:

نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ، فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى سَعْدٍ، فَأَتَاهُ عَلَى حِمَارٍ، فَلَمَّا دَنَا قَرِيبًا مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ: «قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ» أَوْ «خَيْرِكُمْ»، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ هَؤُلَاءِ نَزَلُوا عَلَى حُكْمِكَ»، قَالَ: تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِي ذُرِّيَّتَهُمْ، قَالَ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللهِ "[11]

(بنو قریظہ والوں نے حضرت سعد بن معاذؓ کو اپنا ثالثی مقرر کیا جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاو۔حضرت سعدؓ نے فیصلہ کیا کہ ان کے جنگجو قتل کر دئے جائیں اور ان کی اولادوں کو قیدی بنالیا جائے۔اس فیصلہ پر آپ ﷺ نے فرمایاتونے اللہ تعالی کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔)

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

" قَوْلُهُ (نَزَلَ أَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلَى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ) فِيهِ جَوَازُ التَّحْكِيمِ فِي أُمُورِ الْمُسْلِمِينَ وَفِي مُهِمَّاتِهِمُ الْعِظَامِ وَقَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَيْهِ وَلَمْ يُخَالِفْ فِيهِ إِلَّا الْخَوَارِجُ "[12]

(اہل قریظہ کاحضرت سعد بن معاذؓ کو حکم مقرر کرنا،اس بات کی دلیل ہے کہ مسانوں کے اہم معاملات میں کسی کو حکم بنایا جاسکتاہے۔اس پر خوارج کے علاوہ سب علماء کااتفاق ہے۔)

[10] ابوداود، سلیمان بن الاشعث،سنن ابی داود(دارالسالۃ العالمیۃ،الطبع الاولی1430ھ)حدیث نمبر:4955۔
Abu daod, Sulaiman bin Ashas, Sunan Abi Daod (Dar Al Salam Al Alia 1430 hd) h.4955.

[11] مسلم بن حجاج، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله ﷺ (بیروت:داراحیاءالتراث العربی س ن)1768۔
Muslin bin Hujjaj Al Musnad Al Sahih Al Mukhtasar be Naql Al Adal An Al Adal Ila Rasol e Allah (Beirot: Dar Iheya Al Taras Al Arabi) h.1768.

[12] النووی،یحی بن شرف،المنهاج شرح صحيح مسلم (بیروت:داراحیاءالتراث العربی،طبعہ ثانیہ1392ھ)92/12
Al Nawavi, Yahya bin Sharaf, Al Menhaj Sharah Sahih Muslim(Beirot: Dar Iheya Al Taras Al Arabi 1392 hd) 92/12

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

تحکیم کی شرائط

کسی آدمی کو ثالثی مقرر کرنے کی چند شرائط ہیں جن کو ملحوظ خاطر رکھنا ضروری ہے جیسا کہ حنفی فقیہ علامہ علاءالدین طرابلسی نے اپنی کتاب میں ان کو نقل کیا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

" فِيمَنْ يَصْلُحُ حَكَمًا وَمَنْ لَا يَصْلُحُ حَكَمًا وَكُلُّ مَنْ تُقْبَلُ شَهَادَتُهُ فِي أَمْرٍ جَازَ أَنْ يَكُونَ حَكَمًا فِيهِ وَمَنْ لَا فَلَا، وَالْمَرْأَةُ تَصْلُحُ حَكَمًا، وَالصَّبِيُّ وَالْعَبْدُ وَالْمَحْدُودُ فِي الْقَذْفِ وَالْأَعْمَى لَا يَصْلُحُ حَكَمًا؛ لِأَنَّ الْحَكَمَ فِي حَقِّ الْمُحَكَّمَيْنِ بِمَنْزِلَةِ الْقَاضِي، وَكُلُّ مَنْ صَلَحَ شَاهِدًا صَلَحَ قَاضِيًا وَمَنْ لَا فَلَا ثُمَّ إنَّمَا يُعْتَبَرُ كَوْنُهُ أَهْلًا لِلشَّهَادَةِ فِي حَالَتَيْنِ: حَالَةِ التَّحْكِيمِ، وَوَقْتِ الْحُكْمِ، حَتَّى إذَا لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِ الشَّهَادَةِ وَقْتَ التَّحْكِيمِ ثُمَّ صَارَ مِنْ أَهْلِ الشَّهَادَةِ وَقْتَ الْحُكْمِ لَا يَصِيرُ حَكَمًا بِأَنْ حَكَّمَا عَبْدًا أَوْ ذِمِّيًّا أَوْ صَبِيًّا ثُمَّ أَسْلَمَ أَوْ أُعْتِقَ أَوْ بَلَغَ الصَّبِيُّ ثُمَّ حُكِّمَ لَمْ يَجُزْ، وَكَذَا إذَا كَانَ شَاهِدًا وَقْتَ التَّحْكِيمِ وَلَمْ يَبْقَ شَاهِدًا وَقْتَ الْحُكْمِ لَا يَبْقَى حَكَمًا؛ لِأَنَّ الْحَكَمَ فِي حَقِّهِمَا بِمَنْزِلَةِ الْقَاضِي، وَفِي الْقَاضِي يُعْتَبَرُ لِصِحَّةِ الْقَضَاءِ كَوْنُهُ مِنْ أَهْلِ الشَّهَادَةِ، فَكَذَا هَذَا.
(مَسْأَلَةٌ) :وَلَا يَصِحُّ التَّحْكِيمُ مُعَلَّقًا بِالْخَطَبِ وَلَا مُضَافًا إلَى الْمُسْتَقْبَلِ، بِأَنْ قَالَ لِعَبْدٍ أَوْ ذِمِّيٍّ إنْ عَتَقْتَ أَوْ أَسْلَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا، أَوْ قَالَ لِآخَرَ: إذَا أَهَلَّ الْهِلَالُ فَاحْكُمْ. لَا يَصِحُّ عِنْدَ أَبِي يُوسُفَ، وَعِنْدَ مُحَمَّدٍ يَصِحُّ "[13]

۱۔ جس آدمی کی گواہی کسی بھی معاملہ میں درست ہو اسے ثالثی بنایا جاسکتا ہے۔ اگر وہ بطور گواہ نااہل ہو تو اسے ثالثی مقرر نہیں کیا جائے گا۔

۲۔ ثالث کسی بچہ، غلام، نابینا اور جس پر حد قذف لگی ہو، نہیں بنایا جاسکتا۔ کیونکہ ثالثی قاضی کے قائم مقام ہوتا ہے اس لئے وہ گواہی کے اہل ہو گا تو ثالثی بننا جائز ہے۔

۳۔ جس کو ثالث مقرر کیا جا رہا ہو وہ دونوں حالتوں میں گواہی کے اہل ہو وقت تحکیم اور فیصلہ سناتے وقت۔ جیسے پہلے غلام تھا پھر آزاد ہو گیا، بچہ تھا بالغ ہو گیا یا کوئی غیر مسلم تھا مسلمان ہو گیا۔ ان کا ثالثی بننا جائز نہیں۔

۴۔ اسی طرح وقت تحکیم وہ ثالثی بننے کے اہل تھا لیکن وقت فیصلہ وہ اہل نہ رہا تو اسے بھی ثالثی نہیں بنایا جائے گا۔

۵۔ کسی کو معلق کر کے یا مستقبل کے ساتھ مضاعف کر کے ثالثی نہیں بنایا جائے گا مثلاً: غلام سے یہ کہا جائے کہ جب تو آزاد ہو تو ہمارے بارے میں فیصلہ کرنا یا کسی ذمی سے کہا جائے کہ جب تو مسلمان ہو تو فیصلہ کرنا یا یوں کہنا کہ جب چاند نظر آئے تو فیصلہ کرنا ایسا کہنا امام ابو یوسفؒ کے نزدیک درست نہیں جبکہ امام محمدؒ اسے درست سمجھتے ہیں۔

فتاوی ہندیہ میں ہے:

" أَنْ يُعْلَمَ بِأَنَّ التَّحْكِيمَ جَائِزٌ وَشَرْطُ جَوَازِهِ أَنْ يَكُونَ الْحَكَمُ مِنْ أَهْلِ الشَّهَادَةِ وَقْتَ التَّحْكِيمِ وَوَقْتَ الْحُكْمِ "[14]

---

[13] علاءالدین، علی بن خلیل، معین الحکام فیمایتردد بین الخصمین من الحکام (دار الفکر س ن) ص25۔
Alow Din, Ali bin Khalil, Muaeen Al Hukam fe ma Yatradad Bain Al Khasmain min Al Hukam (Dar Al Fekar) p. 25.

[14] نظام الدین، لجنۃ العلماء، الفتاوی الہندیہ (دار الفکر، طبعہ ثانیہ 1310ھ) 397/3۔
Nazam Al Din, Lajna Al Ulama, Al Fatawa Al Hindia (Dar Al Fekar 1310 hd) 397/3

(یہ جاننا چاہئے کہ تحکیم جائز ہے اور اس کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ ثالثی مقرر کرتے وقت اور حکم صادر کرتے وقت وہ گواہی کے اہل ہو۔)

کن مقامات پر تحکیم جائز ہے:

فقہاء کرام نے تحکیم کے لئے حدود و قیود مقرر کی ہیں یعنی ہر معاملے میں تحکیم کی اجازت نہیں دی بلکہ اس کی تحدید کی ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

احناف کے نزدیک تحکیم

علامہ علاء الدین طرابلسیؒ ان مقامات کی نشاندہی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وَيَصِحُّ التَّحْكِيمُ فِيمَا يَمْلِكَانِ فِعْلَ ذَلِكَ بِأَنْفُسِهِمَا وَهُوَ حُقُوقُ الْعِبَادِ، وَلَا يَصِحُّ فِيمَا لَا يَمْلِكَانِ - وَهُوَ حُقُوقُ اللَّهِ تَعَالَى - حَتَّى يَجُوزَ التَّحْكِيمُ فِي الْأَمْوَالِ وَالطَّلَاقِ وَالْعَتَاقِ وَالنِّكَاحِ وَالْقِصَاصِ وَتَضْمِينِ السَّرِقَةِ، وَلَا يَجُوزُ فِي حَدِّ الزِّنَا وَالسَّرِقَةِ وَالْقَذْفِ؛ لِأَنَّ التَّحْكِيمَ تَفْوِيضٌ وَالتَّفْوِيضُ يَصِحُّ بِمَا يَمْلِكُ الْمُفَوِّضُ فِيهِ بِنَفْسِهِ وَلَا يَصِحُّ فِيمَا لَا يَمْلِكُ كَالتَّوْكِيلِ.
وَذَكَرَ الْخَصَّافُ: وَلَا يَجُوزُ حُكْمُ الْمُحَكَّمِ فِي حَدٍّ أَوْ قِصَاصٍ لِأَنَّ حُكْمَ الْمُحَكَّمِ بِمَنْزِلَةِ الصُّلْحِ، فَكُلُّ مَا يَجُوزُ اسْتِحْقَاقُهُ بِالصُّلْحِ يَجُوزُ التَّحْكِيمُ فِيهِ، وَمَا لَا فَلَا. وَحَدُّ الْقَذْفِ وَالْقِصَاصِ لَا يَجُوزُ اسْتِيفَاؤُهُمَا بِالصُّلْحِ وَبِعَقْدٍ مَا فَلَا يَجُوزُ التَّحْكِيمُ فِيهِمَا.
وَذُكِرَ فِي الْأَصْلِ أَنَّهُ يَجُوزُ التَّحْكِيمُ فِي الْقِصَاصِ؛ لِأَنَّ التَّحْكِيمَ تَفْوِيضٌ وَتَوْلِيَةٌ فِي حَقِّهِمَا وَإِنْ كَانَ صُلْحًا فِي حَقِّ غَيْرِهِمَا وَهُمَا يَمْلِكَانِ اسْتِيفَاءَ الْقِصَاصِ فَيَصِحُّ تَفْوِيضُهُ إِلَى غَيْرِهِمَا "[15]

(تحکیم وہاں جائز ہے جہاں دونوں کو اپنے فعل میں اختیار ہو یعنی حقوق العباد اور جہاں ان کو اختیار نہیں وہاں تحکیم بھی درست نہیں یعنی حقوق اللہ۔ تحکیم ان مقامات میں جائز ہے مثلا: اموال، طلاق، عتاق (آزادی دلانے میں) نکاح، قصاص اور چوری کی ضمانت میں۔ جبکہ زنا، چوری اور حد قذف میں تحکیم جائز نہیں ہے کیونکہ یہ حق تفویض ہے یہ وہاں دیا جاسکتا جہاں اپنی ملکیت ہو۔

خصافؒ نے ذکر کیا ہے کہ حد اور قصاص کے نفاذ میں ثالثی (پنچایت) کا حکم لاگو کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ ثالثی (پنچایت) کا حکم صلح کے معنی میں ہوتا ہے لہذا جہاں پر بھی صلح کرنا ممکن ہو وہی پر ثالثی (پنچایتی حکم) بھی جائز ہوگا، ورنہ نہیں اور پارسا پر تہمت لگانے کی سزا اور قصاص (برابر کا بدلہ) لینے کے معاملہ میں صلح کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی کسی عقد کے ذریعے چنانچہ ان دونوں (معاملوں میں) ثالثی کا اطلاق جائز نہیں ہوگا۔ کتاب الاصل میں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ قصاص میں ثالثی (پنچائتی حکم) درست ہے۔ کیونکہ ثالثی بنانا ایسے ہے جیسا کہ ان دونوں کے معاملہ کو سونپنا اور کسی کو ولی بنانا اور اگرچہ صلح ان دونوں (جن دو لوگوں کے درمیان جھگڑا ہوا) کے حق کے علاوہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور وہ دونوں اس بات کا اختیار رکھتے ہیں کہ قصاص کو پورا کریں، تو وہ معاملہ اپنے علاوہ کسی اور کو سونپ دیں تو درست ہوگا۔)

[15] علاء الدین، علی بن خلیل، معین الحکام فیما یتردد بین الخصمین من الحکام ص۲۵۔
Alow Din, Ali bin Khalil, Muaeen Al Hukam fe ma Yatradad Bain Al Khasmain min Al Hukam p .25.

مالکیہ کے نزدیک تحکیم

ابن فرحون مالکیؒ ان الفاظ سے تحکیم کی حد مقرر کرتے ہیں:

" فَإِنَّ ذَلِكَ جَائِزٌ فِي الْأَمْوَالِ وَمَا فِي مَعْنَاهَا، وَلَا يُقِيمُ الْمُحَكَّمُ حَدًّا، وَلَا يُلَاعِنُ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ، وَلَا يُحَكَّمُ فِي قِصَاصٍ أَوْ قَذْفٍ أَوْ طَلَاقٍ أَوْ عَتَاقٍ أَوْ نَسَبٍ أَوْ وَلَاء "[16]

(تحکیم اموال اور اس طرح کے معاملات میں جائز ہے جبکہ حدود اللہ میں حکم مقرر نہیں کیا جائے گا، نہ ہی زوجین کے درمیان لعان کے بارے میں اور نہ ہی حد قذف، قصاص، طلاق، عتاق، نسب اور ولاء میں۔)

شوافع کے نزدیک تحکیم

شوافع کے چند اقوال ہیں، ایک قول حدود اللہ کے علاوہ جائز ہے اور دوسرا قول صرف مالی معاملات میں تحکیم جائز ہے[17]

"وَيَنْفُذُ حُكْمُ مَنْ حَكَّمَاهُ فِي جَمِيعِ الْأَحْكَامِ إِلَّا أَرْبَعَةَ أَشْيَاءَ: النِّكَاحُ، وَاللِّعَانُ، وَالْقَذْفُ، وَالْقِصَاصُ؛ لِأَنَّ لِهَذِهِ الْأَحْكَامِ مَزِيَّةً عَلَى غَيْرِهَا"[18]

تیسرا قول تمام معاملات میں ثالثی کا فیصلہ نافذ ہو گا سوائے ان چار کے، نکاح، لعان، قصاص اور حد قذف ان میں جائز نہیں۔ کیونکہ یہ احکام خاص امتیاز کے حامل ہیں۔

حنابلہ کے نزدیک

راجح قول کے مطابق ہر معاملہ میں ثالثی مقرر کرنا جائز ہے اور بعض فقہاء حنابلہ مذکورہ بالا چار چیزوں میں ثالثی مقرر کرنے کے قائل نہیں ہیں۔[19]

تحکیم کا حکم

قدری محمد محمود اپنے مقالہ میں لکھتے ہیں:

دو حالتوں میں تحکیم ضروری ہے

ا۔ جب میاں بیوی کے درمیان اختلاف ہو جائے کیونکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

" وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا إِنْ يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا "[20]

---

[16] ابن فرحون، ابراہیم بن علی، تبصرة الحكام فی اصول الاقضية ومناہج الاحكام 62/1

Ibn Farehon, Ibrahim bin Ali, Tabsrah Al Hukkam fe Usol Al Aqzia wa Manahij Al Ahkam 62/1

[17] قدری، محمد محمود، التحکیم فی ضوء احکام الشرعیة الاسلامیہ (دار الصمیعی للنشر والتوزیع، طبعہ 2009م) ص 132-131۔

Qdri, Muhammad Mehmood, Fe Zou Ahkam Al Sharia Al Islamia(Dar Al Sabi Al Nasher wl Toze 2009) p .131,132.

[18] ابن قدامہ، عبداللہ بن احمد، المغنی (مصر: مکتبہ القاہرہ طبعہ 1968ء) 95/10

Ebn e Qedama, Abdull Bin Ahmed, Almogni (Ejept: maktaba Alqahera 1968) p. 95/10.

[19] قدری، محمد محمود، التحکیم فی ضوء احکام الشرعیة الاسلامیہ ص 132-131۔

Qdri, Muhammad Mehmood, Fe Zou Ahkam Al Sharia Al Islamia p .131,132.

[20] النساء: 35

Al Nesa: 35

(اور اگر تمہیں کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا خطرہ ہو تو ایک منصف شخص کو مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف شخص کو عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں میں موافقت کر دے گا، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے۔)

۲۔جب سلطان کی طرف سے کسی کو ثالثی مقرر کرنے کا حکم صادر ہو کیونکہ سلطان کسی مصلحت کے تحت ہی احکامات جاری کرتا ہے۔

ان دو مقامات کے علاوہ فقہاء کرام میں تین طرح سے اختلاف ہے جو کہ درج ذیل ہے:

1۔ مطلق طور پر جائز ہے خواہ شہر میں قاضی ہی کیوں نہ ہو

2۔شہر میں قاضی نہ ہو تو جائز ہے

3۔ مطلق طور پر جائز نہیں ہے

پہلا قول جمہور حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ، زیدیہ اور بعض امامیہ کا ہے۔اس کے دلائل تحکیم کی مشروعیت کے تحت بیان ہو چکے ہیں۔

دوسرا قول بعض شافعیہ اور ظاہریہ کا ہے جن کا کہنا ہے کہ ثالثی صرف ضرورت کے مطابق تھا جب قاضی موجود ہے تو اب اس کی ضرورت نہ رہی۔اس لئے بھی کہ ثالثی کا رتبہ قاضی سے کم ہے۔

تیسرا قول بعض شافعیہ بعض امامیہ اور خوارج کا ہے۔ان کا کہنا ہے کہ ثالثی کا مقرر کرنا حاکم کے اختیارات پر ڈاکہ زنی ہے۔ثالثی مقرر کرنے سے یہ لازم آتا ہے کہ حکام کے اندر نقص ہے یا وہ اس عہدہ کے اہل نہیں ہیں۔بہر حال جمہور کا قول راجح ہے۔[21]

کیا ثالثی کا فیصلہ نافذ بھی ہو گا کہ نہیں؟اس کے بارے امام نوویؒ نے دو آراء بیان کی ہیں:

"قَوْلَانِ أَظْهَرُهُمَا عِنْدَ الْجُمْهُورِ نَعَمْ، وَخَالَفَهُمُ الإِمَامُ وَالْغَزَالِيُّ، فَرَجَّحَا الْمَنْعَ "[22]

(اس کے بارے میں دو آراء ہیں۔جمہور علماء کہتے ہیں کہ نافذ ہو گا جبکہ امام مالکؒ اور امام غزالیؒ نفاذ کے قائل نہیں۔)

عورت کا ثالثی بننا کیسا ہے۔

فقہاء کرام کا عورت کے ثالثی بننے پر اختلاف ہے۔تین طرح کے موقف سامنے آتے ہیں

ا۔جمہور عورت کے ثالثی یا قاضی مقرر کرنے پر عدم جواز کے قائل ہیں حتیٰ کہ ان احوال میں بھی جہاں اس کی گواہی جائز ہو۔اگر کسی نے بنا لیا تو اس کا حکم باطل ہو گا۔[23]

جمہور نے قرآن اور حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں پر فضیلت سے نوازا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ "[24]

---

[21]قدری، محمد محمود،التحکیم فی ضوء احکام الشرعیۃ الاسلامیہص63۔66۔

Qdri, Muhammad Mehmood,Al Tahkeem Fe Zou Ahkam Al Sharia Al Islamia p .63-66.

[22]النووی، یحییٰ بن شرف،روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین(بیروت:المکتبۃ الاسلامی،طبعہ ثالثہ1991م)121/11

Al Nawvi, Yahya bin Sharaf , Rouza Al Talebin wa Umdat ul Muftin (Beirot : Al Maktabah Al Islamia 1991) 121/11

[23]الفیروز آبادی،ابراہیم بن علی،المهذب(طبعۃ مصطفی الحلبی1343ھ)307,308/2

Al Feroz Abadi ,Ibrahim bin Ali , Al Muhazab (Taba Mustafa Al Halbi 1343 hd) 307,308/2

[24]النساء:34

Al Nesa :34

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

(مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس لیے کہ اللہ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے)

"لَمَّا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ فَارِسًا مَلَّكُوا ابْنَةَ كِسْرَىقَالَ: لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا أَمْرَهُمُ امْرَأَةً"[25]

(جب نبی ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ فارس والوں نے کسری کی بیٹی کو بادشاہ بنادیا ہے

اس لئے نبی ﷺ نے، صحابہ کرام اور تابعین نے اپنے عہد میں کسی بھی عورت کو قاضی یا ثالث نہیں بنایا کیونکہ بعض اوقات اختلاط مرد اور تنہائی لازم آتی ہے۔[26]

۲۔علامہ ابن جریر طبریؒ اور امام ابن حزمؒ مرد کی طرح عورت کے قاضی اور ثالث بننے کے قائل ہیں۔ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک عورت کو بازار میں حساب وکتاب کے لئے مقرر کیا تھا۔[27]

۳۔مالکی فقہاء عورت کی ثالثی کے قائل ہیں جبکہ قاضی مقرر کرنے کے قائل نہیں کیونکہ ثالثی مقرر کرنا وکالت ہے ولایت نہیں اور اس کا حکم تب تک مانا جائے گا جب تک ظالم نہ ہو۔

ابن ماجشون فرماتے ہیں:

" إِنْ كَانَ الْعَبْدُ وَالْمَرْأَةُ بَصِيرَيْنِ عَارِفَيْنِ مَأْمُونَيْنِ فَإِنَّ تَحْكِيمَهُمَا وَحُكْمَهُمَا جَائِزٌ إِلَّا فِي خَطَأٍ بَيِّنٍ وَقَالَهُ أَصْبَغُ وَأَشْهَبُ قَالَ ابْنُ حَبِيبٍ: وَبِهِ آخُذُ."[28]

(جناب اشہبؒ اور ابن حبیبؒ فرماتے ہیں کہ اگر غلام اور عورت صاحب بصیرت وعالم ہوں تو ان کا ثالث مقرر کرنا جائز ہے ۔اگر فیصلہ میں فاش غلطی نہ ہو تو ان کا حکم نافذ بھی ہوگا)

۴۔احناف فقہاء کرامؒ فرماتے ہیں کہ جب تک عورت گواہی کے اہل ہے اسے ثالثی اور قاضی مقرر کرنا جائز ہے۔کیونکہ قاعدہ ہے: من صحت شهادته صحت ولايته۔[29]

تحکیم اور قاضی میں فرق

تحکیم اور قاضی کے مابین تقریباً دس کے قریب ایسے امتیازات ہیں جو صرف قاضی کو حاصل ہیں جن کی وجہ سے قاضی کا مقام ومرتبہ ثالثی سے کہیں زیادہ ہے۔درج ذیل میں ہم ان کو تفصیل سے بیان کریں گے۔

ا۔قاضی کا تقرر سلطان کی طرف سے ہوتا ہے اور اس کے پاس حکم نافذ کرنے میں طاقت ہوتی ہے جبکہ ثالث کے اختیارات محدود ہوتے ہیں جس میں فریقین اختیارات تفویض کرتے ہیں۔

---

[25] بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح للبخاری(دار طوق النجاة،الطبعہ الاولی 1422ھ)7099۔

Bukhari , Muhammad bin Ismail , Al Sahih Lil Bukhari(Dar Tooq Al Najah 14 22 hd) h :7099

[26] قدری، محمد محمود،التحکیم فی ضوء احکام الشرعیۃ الاسلامیہ ص٦٩۔

Qdri, Muhammad Mehmood, Fe Zou Ahkam Al Sharia Al Islamia p. 69.

[27] ایضا: ص٦٩۔

[28] الباجی، سلیمان بن خلف،المنتقی شرح الموطا(مطبعۃ السعادۃ،طبعہ اولی 1332ھ)228/5

Al Bagi, Sulaiman, Al Muntaqa Sharh u Al Muatta (Matbah Al Sada, 1332) 228/5

[29] قدری، محمد محمود،التحکیم فی ضوء احکام الشرعیۃ الاسلامیہ ص٧٠۔

Qdri, Muhammad Mehmood, Al Tahkeem Fe Zou Ahkam Al Sharia Al Islamia p. 70.

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

۲۔فریقین میں سے ہر ایک کا ثالثی پر راضی ہونا ضروری ہے۔ قاضی کے بارے میں ایسا نہیں ہے۔
۳۔ تحکیم کا مقام قاضی کے مقابلے میں کم ہے اس لئے امام ابو یوسفؒ تحکیم کے ساتھ معلق شرط کو جائز قرار نہیں دیتے۔
۴۔ قاضی کو ہر معاملہ میں فیصلہ کرنے کا اختیار ہے جبکہ ثالثی صرف تفویض کئے گئے معاملہ میں فیصلہ کرنے کا حق رکھتا ہے۔
۵۔ایک مسئلہ میں دو ثالثی بھی مقرر کئے جاسکتے ہیں۔ایسی صورت میں فیصلہ نافذ نہیں ہوگا جبکہ دو قاضی کے مقرر ہونے پر اتفاق رائے پر فیصلہ نافذ ہوگا۔
۶۔وقت تحکیم اور وقت فیصلہ میں وہ ثالثی بننے کا اہل ہو۔اگر کسی غلام کو قاضی بنایا پھر وہ آزاد ہو گیا تو ایک قول کے مطابق اس کا عہدہ قضاء پر قائم رہنا درست ہے بخلاف ثالثی کے۔اسی طرح اگر ثالثی مرتد ہونے کے بعد پھر مسلمان ہو گیا تو اسے دوبارہ ثالثی منتخب کیا جائے گا، جبکہ قاضی کا معاملہ ایسا نہیں ہے۔
۷۔ حکم سنانے سے پہلے فریقین اسے معزول کر سکتے ہیں، جبکہ قاضی سے کسی کو بھی راہ فرار نہیں ہے اس کا فیصلہ نافذ ہوگا۔
۸۔ قاضی کو ایک خاص علاقہ میں مقرر کیا جاسکتا ہے ثالثی کو نہیں۔
۹۔ قاضی کا کسی کی گواہی کو رد کر دینے سے وہ ہر جگہ مجروح مانا جائے گا،ثالثی کے بارے میں ایسا نہیں ہے۔یعنی اس کی رد کی گئی گواہی چیلنج نہیں ہو گی۔
۱۰۔جمہور کے نزدیک قاضی کے لئے شرط ہے کہ وہ اجتہاد کے مرتبہ پر فائز ہو،ثالثی کے بارے میں یہ شرط نہیں ہے۔[30]

خلاصہ بحث

ہمارے معاشرے میں بعض ایسے معاملات پیش آتے ہیں جن کے لئے عدالت کے چکر کاٹنا بے معنی ثابت ہوتا ہے۔بجائے مسئلے کا حل نکالنے کے دو طرح سے نقصانات برداشت کرنا پڑتے ہیں یعنی وقت اور زر کا ضیاع اور حاصل بعض اوقات کچھ بھی نہیں۔اگر ہم اس کو اپنے علاقائی سطح پر کسی کو ثالثی مقرر کر کے حل کرنا چاہیں تو ممکن بھی ہوتا ہے اور کسی قسم کا نقصان بھی نہیں اٹھانا پڑتا۔کیونکہ اسلام اپنے ماننے والوں کو پرامن طریقہ سے زندگی گزارنے کی تعلیم وتربیت دیتا ہے۔ کبھی بھی قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے کی اجازت نہیں دیتا۔اس کا یہ دعوی ہے(**الفتنة اشد من القتل**)۔اس لئے جہاں بھی معاملات اختلاف وانتشار کا باعث بنتے ہوں وہاں پر اسلام نے معاملہ قاضی یا ثالثی کے سپرد کرنے کا حکم دیا ہے۔یہ اسلام کا حسن ہے کہ اس نے ان میں سے ہر ایک کے تفصیلی احکام اور اصول وضوابط بیان کر دئے ہیں۔مذکورہ بالا بحث اسی بات کی نشاندہی ہے کہ آپ کن صفات کے حامل افراد کو ثالثی مان کر معاشرے کو لڑائی جھگڑے سے محفوظ کر سکتے ہیں۔

[30]عبداللہ محمد ربابعہ،التحکیم فی الشقاق بین الزوجین(مجلۃ الشرعیہ والقانون،س ن)ص162۔165۔
Abdullah, Muhammad Raba, Al Tahkeem Fe Al Sheqaq Bain Al Zojain (Majalah Al Sharaia wa Al Qanon) p.162-165